کتاب نما

فقہ حضرت ابوبکرؓ، ڈاکٹر محمد رواس قلعہ جی، مترجم: مولانا عبدالقیوم۔ ناشر: ادارہ معارف اسلامی، منصورہ لاہور، صفحات: ۲۷۶۔ قیمت: درج نہیں

فقہ حضرت عمرؓ، ڈاکٹر محمد رواس قلعہ جی، مترجم: ساجد الرحمٰن صدیقی، ناشر: ادارہ معارف اسلامی، منصورہ لاہور، صفحات: ۹۰۴۔ قیمت: درج نہیں۔

اسلامی فقہ کی شاندار اور طویل تاریخ، مسلمانوں کے قابل فخر اور بلند پایہ علمی ذوق کی آئینہ دار ہے۔ فقہ کے قدیم علمی سرمائے کو مرتب و مدون کرنے کے لیے، ہمارے بعض علما و فقہا نے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ فقہی دائرہ معارف کی تیاری کے لیے، بعض مسلم ممالک خصوصاً شام، مصر اور کویت میں متعدد عظیم الشان علمی منصوبے تیار ہوئے اور بڑی حد تک وہ بروئے کار بھی آئے۔ (ان کی تفصیل فقہ حضرت عمرؓ کے مقدمے میں ملتی ہے) مصنف خود بھی ان میں سے بعض منصوبوں میں شامل رہے، مگر ان کا احساس یہ تھا کہ مسلم ممالک میں مدون ہونے والے مختلف فقہی انسائیکلوپیڈیا میں صحابہؓ و تابعینؒ کی فقہ کو شامل نہیں کیا گیا، کیوں یہ کام محنت و مشقت کا تھا۔ اسی احساس کے تحت ڈاکٹر محمد رواس قلعہ جی نے صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کے فقہی اجتہادات کو مرتب و مدون کرنے کا بیڑا اٹھایا، اور "نہایت گہرے اور تاریک طوفانی سمندر میں قریباً بیس سال تک" غواصی کرنے کے بعد خلفائے راشدین اور امام ابراہیم نخعیؒ (امام ابوحنیفہؒ کے استاد) کی فقہیں مرتب کیں۔ اس سلسلہ تحقیق و تصنیف میں سے دو کتابیں اس وقت ہمارے پیش نظر ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں تو تمام صحابہؓ کو آسمان پر چمکنے اور نور بکھیرنے والے ستارے قرار دیا لیکن ان سب میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مقام برتر و افضل ہے، اور اسی لیے ان کی بیشتر آرا اور اجتہادات بھی اہمیت رکھتے ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں بہت سے نئے سیاسی، اقتصادی، اور معاشرتی مسائل میں قانون اور فقہ کی رہنمائی کی ضرورت پیش آئی تو انھیں اجتہاد سے کام لینا پڑا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی فقہ زیادہ مفصل ہے۔

ادارہ معارف اسلامی نے ڈاکٹر محمد رواس قلعہ جی کی عربی تصانیف کے جو اردو ترجمے شائع کیے

ہیں، ان سے بقول خلیل احمد حامدی مرحوم: "ارباب فقہ و اجتہاد اور اصحاب قانون و قضا کے سامنے نظام شریعت کو سمجھنے کے لیے اور دور اقبال کے فکری اور فقہی سرمائے سے آگاہ ہونے کے لیے نئے دروازے واہوں گے۔ یہ کتابیں اس اعتبار سے اہم ہیں کہ ان کے ذریعے علما، قانون، شریعت اور فقہ کے طالب علموں، وکلا اور مصنفین کے سامنے کچھ نئی فقہی تفاسیر آجائیں گی اور معاملات کے تفہیم اور فیصلوں میں نسبتاً آسانی ہوگی۔

یہ وضاحت ضروری ہے کہ عام قاری کے لیے اس کی افادیت محدود ہے۔ بہت سے مسائل پر حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی آرا، فقہ حنفی سے مختلف ہیں بلکہ متعدد مسائل میں شیخین کے باہمی فقیہانہ نقطہ نظر میں بہت کچھ فرق ہے۔ اس اعتبار سے یہ مسئلہ غور طلب ہے کہ کسی خاص فقہ (مثلاً: حنفی جس پر برعظیم کے مسلمانوں کی اکثریت عامل ہے) کے پیروکاروں کے لیے ان کتابوں کی کیا اہمیت ہے؟ (بلکہ علمی و فقہی امور میں گہری نظر سے عاری، اصحاب کے لیے تو کچھ الجھاؤ کا خطرہ بھی ہے)۔ اس سے قطع نظر ان کتابوں کی اشاعت، اردو زبان کے علمی سرمائے میں قیمتی اضافے کی حیثیت رکھتی ہے۔ (رفیع الدین ہاشمی)

سہ ماہی "**تحقیقات اسلامی**"، مدیر: سید جلال الدین عمری۔ ناشر: ادارہ تحقیق و تصنیف، پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ۔ صفحات: ۱۲۰۔ زرسالانہ بیرون ملک انفرادی ۵۰ ۳ روپے۔ ادارے: ۵۰۰ روپے۔ پاکستان انفرادی: ۱۵۰ روپے۔ ادارے: ۲۰۰ روپے۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے "ترجمان القرآن" کے اجرا "دارالاسلام" کے قیام اور جماعت اسلامی کے آغاز سے جس دعوتی، علمی اور فکری تحریک کا آغاز کیا تھا علی گڑھ کا ادارہ تحقیق و تصنیف اسی کے تسلسل میں جماعت اسلامی ہند کی اعانت اور فکر اسلامی کے بہترین عالم جناب صدر الدین اصلاحی کی سرپرستی میں قائم اور سرگرم عمل ہے۔ یہ علمی ادارہ نہ صرف برعظیم بلکہ دنیا بھر کی اسلامی تحریکوں میں نمایاں مقام کا حامل ہے۔ اس ادارے کی صورت گری، قیادت، تنظیم اور تحقیقی سرگرمیوں کے قافلہ سالار جناب سید جلال الدین عمری ہیں، جنھوں نے سہ ماہی "تحقیقات اسلامی" کی صورت میں تحقیق و جستجو کے بہت سے امکانات کو بیدار بھی کیا ہے، اور ان کی قلمی تشکیل بھی کی ہے۔ یہ جریدہ عوامی نہیں علمی ہے۔ اس کا اسلوب تجزیاتی و تحقیقی ہے۔

سہ ماہی "تحقیقات اسلامی" میں پیش کردہ تحریریں ایک جانب مقلدانہ طرز فکر کی نفی کرتی ہیں۔ تو دوسری طرف یہ تحریریں اسلامی روایت سے بھی پختگی کے ساتھ وابستہ ہیں۔ مجلے میں عموماً ایسے موضوعات کو زیر تحقیق لایا جاتا ہے جن پر بالعموم روایتی مذہبی ادارے اور پرچے سوچنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ یہ کوئی راز کی بات نہیں ہے کہ بھارت میں کافر تہذیب کے غلبے کے زیر اثر کئی قابل ذکر

اسلامی و مذہبی ادارے مداہنت اور پسپائی کی راہ اختیار کر چکے ہیں اور ان کی تحریروں اور تقریروں اسلامی روایت سے پہلوتہی کا تاثر ہوتا ہے۔ ایسے ماحول میں مجلّہ "تحقیقات اسلامی" اللہ پر بھروسہ رکھتے ہوئے قرآنی سوچ اور مصطفویؐ دانش کے زیر سایہ اجتہادی بصیرت کے ساتھ عصری مطالبات کا جواب دے رہا ہے۔ جلال الدین صاحب کے ہمراہ ان کے رفقائے کار اور معاونین قرطاس و قلم میں ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی، ڈاکٹر رضی الاسلام ندوی، مولانا محمد جرجیس کریمی، جناب سلطان احمد اصلاحی، پروفیسر اقتدار حسین صدیقی وغیرہم کی تحریریں قارئین کو علم و دانش کی روشنی فراہم کرتی ہیں۔

مشمولات میں سیرت پاکؐ، مسلم تاریخ کی اسلامی تعبیر، اسلامی معاشیات، تصوف، مسلہ جنس، غیر مسلموں سے مسلمانوں کے باہم ربط و تعلق جیسے موضوعات پر جان دار تحریریں ملتی ہیں۔ عربی سے بعض قیمتی مضامین کے عمدہ اردو تراجم اس پر مستزاد ہیں۔ حیات اجتماعی کے بعض جدید مسائل اور الجھاووں پر اسلامی تحریکات کے لٹریچر میں کچھ خلا سا محسوس ہوتا ہے۔ اس مجلّے کے دامن میں اس کمی کو دور کرنے کے امکانات نظر آتے ہیں۔ ہماری تجویز ہے کہ ہر شمارے میں اسلام اور عالم اسلام سے متعلق کسی کتاب پر مفصل ریویو اور برعظیم یا بیرونی یونی ورسٹیوں میں ان موضوعات پر تحقیقی مقالات کے نتیجہ فکر کو پیش کرنے کا آغاز کیا جائے۔ اس پرچے کا پاکستانی ایڈیشن شائع ہو، یا پھر اس کی اشاعت سے دلچسپی رکھنے والے افراد اور اداروں کو پرچے کی ترسیل باقاعدہ بنائی جاسکے، تو یہ ایک مفید خدمت ہوگی۔ (سلیم منصور خالد)

مرقع اقوال و امثال، سید یوسف بخاری دہلوی۔ ناشر: انجمن ترقی اردو پاکستان، ڈی ۱۵۹، بلاک ۷، گلشن اقبال، کراچی ۷۵۳۰۰۔ صفحات: ۱۰۰۸۔ قیمت: ۴۵۰ روپے۔

سید یوسف بخاری کا تعلق اس خانوادے سے ہے جسے، شاہ جہان آباد تعمیر کرتے وقت، مغل فرماں روا شاہ جہان نے جامع مسجد میں امامت اور تبلیغ کے لیے بخارا سے بلایا تھا۔ امامت آج بھی اسی خاندان کے پاس ہے۔ سید یوسف تقسیم ہند کے بعد پاکستان آگئے۔ ملازمت کے ساتھ سلسلہ تصنیف و تالیف بھی جاری رہا۔ اردو سمیت چھ زبانوں (پشتو، پنجابی، فارسی، سندھی اور عربی) کے اقوال و مثال کا یہ مجموعہ مصنف کی نصف صدی کی کاوش و محنت کا ماحصل ہے۔ کسی ایک اردو قول یا ضرب المثل کے جو مترادفات دوسری پانچ زبانوں میں ملتے ہیں انھیں تلاش کر کر کے عنوانات وار یکجا کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے مقدمہ نگار جمیل الدین عالی کے بقول: "اردو میں اب تک کوئی ایسی کتاب شائع نہیں ہوئی جس میں اردو کے اتنے محاورے، اقوال اور امثال، دوسری زبانوں کے اتنے مترادفات کے ساتھ جمع کر دیے گئے ہیں"۔

مولف نے بڑے قابل قدر جذبے کے ساتھ یہ کام انجام دیا ہے۔ بظاہر یہ ایک علمی اور ادبی کام ہے لیکن اس کی انجام دہی میں یوسف بخاری مرحوم کے ذہن میں ایک مقصدیت کارفرما تھی۔ ان کے نزدیک: "پاکستان کی سالمیت و بقا کا تمام تر دار و مدار دین اسلام، اسلامی نظام، متحدہ ثقافت اور پاکستان کے صوبوں اور علاقوں میں بولی اور لکھی جانے والی تمام زبانوں ہی پر ہے"۔ تقریباً ۲۵ ہزار امثال و اقوال کو ۱۸۶ اعنوانات کے تحت تقسیم کیا گیا ہے، جیسے: عبادت، دعا، اتحاد، رشوت، وطن، حرص و ہوس، امید و یاس، نظم و نسق، استغنا، احتیاط اور صحت وغیرہ۔ طلبا اور اساتذہ کے علاوہ عام قارئین کے لیے بھی یہ بہت دلچسپ کتاب ہے۔ معلومات کے ساتھ، قاری کی زبان دانی کی صلاحیت و مہارت میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ ابتدا میں ایک سیر حاصل مقدمہ شامل ہے جس میں ضرب المثل، محاورہ اور قول کی اہمیت، ان کی پیدایش کے اسباب اور ان کے ماخذ وغیرہ پر عالمانہ بحث کی گئی ہے۔

(ر-ہ)

پاکستانی معاشرہ، لائحہ عمل کی تلاش میں، محمد موسیٰ بھٹو۔ ناشر: نیشنل اکیڈمی ٹرسٹ، ۱۸۶۱۱ پیپلز کالونی، لطیف آباد، حیدر آباد۔ صفحات: ۹۶۔ قیمت: ۲۰ روپے۔

سندھی دانش ور اور اسکالر محمد موسیٰ بھٹو کی بعض تصانیف پر انھی صفحات میں تبصرہ آچکا ہے (مثلاً: معاشرہ، جدیدیت اور اسلام فروری ۹۵)۔ زیر نظر مجموعہ مضامین پاکستان کے چند اہم ملی اور قومی مسائل سے متعلق ہے۔ پاکستانی معاشرہ ایک شدید بحران کا شکار ہے، مگر ایسا کیوں ہے؟ مصنف کے نزدیک نفس پرستی کی مقامی اور عالم گیر قوتیں باقاعدہ ایک منصوبے کے تحت مسلم معاشرے کو حیوانیت کے درجہ اسفل السافلین کی طرف دھکیل رہی ہیں تاکہ اسلامی روایات اور اسلاف سے ان کا رشتہ منقطع کر کے خیر و صداقت اور اسلام و ایمان کے راستے مسدود کر دیے جائیں۔ کچھ اور بیماریاں ہیں جو معاشرے کو گھن کی طرح کھا رہی ہیں: کرپشن، دولت پرستی، سادہ زندگی اور قناعت کا خاتمہ، مجاہدانہ زندگی سے دست برداری اور مسرفانہ زندگی کی غلامی، اختلاف کی برداشت اور صبر و تحمل اور بردباری کی کمی، لسانی قومیت کی تحریکیں، جاگیرداروں اور نوکر شاہی کے ٹھاٹھ باٹھ وغیرہ وغیرہ۔ جناب بھٹو اس مایوس کن صورت حال کا حل یہ بتاتے ہیں کہ دین کی بنیادی دعوت کے کام میں تیز رفتاری پیدا کی جائے، دین کی پاکیزہ تعلیمات کو گھر گھر پہنچانے کے لیے ادارے اور جماعتیں گہری منصوبہ بندی کریں اور تربیت کا ایک اعلیٰ نظام قائم کیا جائے جو "صاحب دل، صاحب نظر اور صاحب تقویٰ افراد کے سپرد ہو"۔ وہ سمجھتے ہیں کہ منکر اور برائی کے خلاف سب سے بڑا اور پہلا محاذ اپنی ذات اور اپنا گھر ہے۔ انھیں افسوس ہے کہ "اسلامی تبدیلی کے علم بردار اکثر حضرات اپنی ذات اور اپنے گھروں میں

مغربی تہذیب کے مظاہر کو روکنے میں نہ صرف کامیاب نہیں ہوتے ہیں، بلکہ انھیں اس کی فکر بھی نہیں ہے"۔ وہ دیگر تراکیب کے ساتھ ساتھ گھر میں روزانہ اہل خانہ کے ساتھ ذکر و فکر کی مجالس منعقد کرنے پر بھی زور دیتے ہیں۔

ایک مضمون میں معروف سندھی شاعر اور دانش ور شیخ ایاز کی نئی کتاب "تو پشت پناہ اور تو سایہ" (دعاؤں کا مجموعہ) کا تعارف کرایا گیا ہے۔ شیخ موصوف ایک زمانے میں سندھ میں ترقی پسندی اور مذہب بیزاری کی علامت سمجھے جاتے تھے اور ان کی شاعری نے ہزاروں نوجوانوں کے ذہنوں میں تشکیک کے کانٹے بوئے۔ جناب بھٹو، ان کی کتاب کے حوالے سے بتاتے ہیں کہ یہی شیخ ایاز اب توحید پرست اور اسلام کے علمبردار بن چکے ہیں۔ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ـــــ ان کے نزدیک کراچی کے مسئلے کا حل "ایمان، عمل صالح، اخلاقی قوت اور انسانی اقدار" میں مضمر ہے۔

اہم بات تو یہ ہے کہ مصنف کی تحریر میں دردمندی اور اپنے معاشرے کے ساتھ ہمدردی کا وہ گہرا جذبہ موجود ہے جو کسی تحریر کو پرتاثیر بنانے کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ (ر - ہ)

Business Ethics in Islam، مشتاق احمد، ناشر: انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک تھاٹ اور انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اکنامکس، ۲۸ ایف - ۱۰/ ۲۔ اسلام آباد۔ صفحات: ۲۱۰۔ قیمت: درج نہیں۔

اسلامی یونی ورسٹی ملائیشیا اور جامعہ پشاور کے ڈاکٹر مشتاق احمد کا یہ پی ایچ ڈی تحقیقی مقالہ ٹمپل یونی ورسٹی میں ڈاکٹر اسماعیل فاروقی کی رہنمائی میں ۱۹۸۰ء میں لکھا گیا تھا۔ ۱۹۹۵ء میں صاحب مقالہ کے انتقال کے بعد، پروفیسر شریف المجاہد اور ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری نے اسے ایڈٹ کیا، اب مذکورہ بالا دو وقیع اداروں کے باہمی تعاون سے شائع ہوا ہے۔

تجارت ہمیشہ سے ہی انسانی زندگی کی اہم سرگرمی رہی ہے؟ لیکن آج کے دور میں تو اس نے اتنی اہمیت اختیار کر لی ہے کہ اہم بین الاقوامی سیاسی فیصلوں کے پیچھے اسی کی کارفرمائی نظر آتی ہے۔ سب ہی جانتے ہیں کہ اسلام نے تجارت کی حوصلہ افزائی کی ہے لیکن مسلم تجار کے لیے، زندگی کی ہر سرگرمی کی طرح، تجارت کے لیے بھی حدود اور ہدایات ہیں۔ جدید دور میں تجارت کے جو نئے ادارے، طریقے اور تکنیک رائج ہوئے ہیں ان کے بارے میں سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ یہ کہاں تک جائز ہیں۔ ضرورت ہے کہ تجارت کے اسلامی نظریے کو ایسی واضح شکل میں پیش کیا جائے کہ جدید تجارت کے کسی بھی طریقے کو اس پر پرکھا جا سکے۔ اسلامی لٹریچر میں اس موضوع پر بہت کچھ لوازمہ موجود ہے، خود قرآن سے بھی واضح رہنمائی ملتی ہے، لیکن اخلاقی تعلیمات کو اس دور کی تجارت کے تقاضوں کے تحت، تجارت کی اخلاقیات کے تحت منظم کرنے کا کام نہیں ہوا تھا۔ ڈاکٹر مشتاق احمد مرحوم کے اس مقالے

نے یہی ضرورت پوری کی ہے۔

کتاب کے دس ابواب ہیں۔عمل اور تجارت کی اہمیت 'تصور خدا' تجارت کا قرآنی تصور' دولت کا قرآنی تصور' تقسیم دولت اور اس کے معاشرے پر اثرات' جائز تجارتی طریقے' ناجائز تجارتی طریقے' قرآنی اصولوں کی تنفیذ اس میں ریاست کا کردار سے اس تحقیق کے میدان اور وسعت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔کتاب کے مطالعے سے اسلامی معاشرے کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آتا ہے جہاں ایک مسلم تاجر کے لیے حکومت کا خوف یا دولت کمانے کی دھن اصل محرک نہیں ہوتی' بلکہ اللہ کی رضا حاصل کرنا اور انصاف سے آگے بڑھ کر احسان کی روش اختیار کرنا پیش نظر ہوتا ہے۔اسلامی تصور حیات میں آخرت کی زندگی کو جو مقام حاصل ہے وہ تاجر کے پیش نظر ہو تو یہ اسے راہ راست پر رکھنے کی ضمانت ہے۔اس کا وجود معاشرے کے لیے سرچشمہ خیر ہوتا ہے۔

اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس موضوع پر مختلف ماخذ سے حاصل کردہ اتنی معلومات کسی اور جگہ جمع نہیں۔نہ صرف تاجر پیشہ طبقے کے لیے بلکہ ان ریاستوں کے لیے بھی جو اسلامی تعلیمات کو نافذ کرنا چاہتی ہوں' اس کتاب میں بہت کچھ رہنمائی ہے۔ایم بی اے بلکہ بی کام کے لیے درسی کتاب کی حیثیت سے بھی غور کیا جانا چاہیے۔ (مسلم سجاد)

سہ ماہی **تحقیق**' مدیر: ڈاکٹر نجم الاسلام۔ ناشر: شعبہ اردو' سندھ یونی ورسٹی' جام شورو' حیدر آباد سندھ۔ شمارہ: ۸'۹۔ صفحات: ۵۹۴۔ قیمت: ۷۰ روپے۔

زیر نظر شمارے میں ایک خصوصی گوشے کے علاوہ مقالات' متون اضافات' مکتوبات اور اضافی یادداشتوں کے حصے شامل ہیں۔خصوصی گوشہ قاضی احمد میاں اختر جوناگڑھی (وفات ۱۹۵۵) کے لیے مختص ہے۔ مرحوم نے علم و ادب کے مختلف شعبوں میں گراں قدر خدمات انجام دیں' جن کا اعتراف اور قاضی صاحب کو خراج تحسین' قوم پر ایک قرض تھا' جسے مجلّہ تحقیق نے ہم سب کی طرف سے ادا کر رہا ہے۔

مقالات کے حصے میں ڈاکٹر نجم الاسلام کا مقالہ "دیوان غمگین کس غمگین کا ہے؟" تحقیق میں "کاتا اور لے دوڑی" کی روش پر ایک سنجیدہ علمی تنقید کا نمونہ پیش کرتا ہے۔ڈاکٹر نجم الاسلام کی تحقیقی نگارشات سے ہمیں اردو تحقیق کے مستقبل میں روشنی کی کرنیں چمکتی دکھائی دے رہی ہیں۔اس شمارے میں انھوں نے مجز الواصلین اور آٹھ رسائل طب پر مشتمل ایک قلمی مجموعے کا تعارف پیش کیا ہے۔اضافے اور یادداشتیں قلم بند کی ہیں اور اپنے نام ڈاکٹر نذیر احمد کے خطوط مدون کر کے اردو دنیا کی خدمت میں پیش کیے ہیں۔

ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد کی شائع کردہ کتاب "اردو میں فنی تدوین" اپنے موضوع پر پہلی اور قابل قدر کتاب ہے۔تاہم اس میں بعض ایسے تسامحات راہ پا گئے ہیں جو اس کتاب کو اپنے موضوع پر مثالی کتاب قرار دینے کی راہ میں حائل ہیں۔ ڈاکٹر عطا خورشید نے ۲۹ صفحات کے مقالے میں ایسے تمام تسامحات کی نشاندہی کی ہے، اور ایک علمی کتاب کے محاکمے کا حق ادا کر دیا ہے۔ آخر میں مذکورہ کتاب کا ایک اغلاط نامہ بھی مرتب کر دیا ہے۔

دیگر مقالات میں ڈاکٹر معین الدین عقیل کا "اردو کی اولین نسوانی خود نوشت" ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کا "تکملہ مقالات الشعراء" ڈاکٹر نذیر احمد کا "سید ابوالعلا اکبر آبادی" اور حافظ منیر احمد خان کا "میر رستم علی خان تالپر کی ایک اہم دستاویز" شامل ہیں۔

غرض یہ کہ زیر نظر مجلہ اردو ادب کے سنجیدہ قاری کے لیے ایک قیمتی سرمایہ ہے۔کمپوزنگ میں لفظوں کو قدرے جلی کر دیا جائے اور پیسٹنگ میں صفحات کی قطع و برید، احتیاط سے کی جائے تو رسالے کے مطالعے میں مزید سہولت پیدا ہو سکتی ہے۔ (زاھد منیر عامر)

صباحی خطابات، محمد انور علوی۔ ناشر: اسلامی نظامت تعلیم، منصورہ، لاہور۔ صفحات: ۱۵۰۔ قیمت: درج نہیں۔

چیرپرسن اور خواتین اور طالبات کی اہمیت کے اس دور میں اسلامی نظامت تعلیم کو مختصر تقریروں کی اس کتاب میں ہر تقریر کو "محترم پرنسپل صاحب، اساتذہ کرام اور عزیز طلبہ" سے آغاز کر کے طالبات کے اسکولوں کو نفسیاتی طور پر اس سے خارج نہیں کرنا چاہیے تھا۔ چار چار، پانچ پانچ منٹ کی تقاریر کے یہ متن اس لیے فراہم کیے گئے ہیں کہ اساتذہ طلبہ کو یاد کروا کے مارننگ اسمبلی میں تقریر کروائیں، تاکہ عام طلبہ کی علمی و اخلاقی تربیت بھی ہو اور بولنے والوں کی تقریری مشق بھی۔اس کتاب میں ۳۲ موضوعات لیے گئے ہیں جو عقائد، ارکان اور حقوق سے متعلق ہیں (غیر مسلموں اور جانوروں کو ایک ہی موضوع بنانے پر جائز اعتراض ہو سکتا ہے)۔تاریخ ساز شخصیات اور ملی اور قومی ایام کے لیے آیندہ کا وعدہ کیا گیا ہے۔فن تقریر کی کتابوں میں سکھایا جاتا ہے کہ تقریر کے آغاز کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔سامعین کو اپنی طرف ابتدا ہی میں متوجہ کرنا بڑی اہمیت رکھتا ہے۔پھر اس توجہ کو ہٹنے نہ دینا بھی مقرر کا کمال ہوتا ہے۔روایتی انداز سے دینی موضوع کا بیان یہ تقاضا پورا نہیں کرتا۔ بڑا اچھا ہوتا اگر کیلنڈر سامنے رکھ کر ۱۸۰ موضوعات کا انتخاب کیا جاتا، ان پر اسمبلی کا ۱۰، ۱۵ منٹ کے پروگرام کا خاکہ دیا جاتا جس میں ایک ۵ منٹ کی تقریر ہوتی۔چند متنوع موضوعات کا پہلی ہی کتاب میں آنا اس روایت کے عام ہونے کا سبب ہوتا۔اس وقت یہ دینی معلومات کی محض ایک کتاب ہے۔ان تقریروں

کا روئے سخن اصل میں تو طلبہ کی طرف ہے، اس اعتبار سے تقاریر کے درمیان میں "حضرات محترم"، "جناب والا" اور "جناب عالی" کے بجائے "دوستو، طالب علم ساتھیو، پیارے ساتھیو" وغیرہ جیسے الفاظ دہرانا زیادہ مناسب ہوتا۔ ص ۳۶ کی آخری سطر میں ایک فاش غلطی کی اصلاح ضروری ہے۔ ہزاروں لاکھوں طلبہ و طالبات کی شخصیت سازی کے لیے تیار کیے جانے والے ان مختصر خطابات سے ملی و قومی شعور، حالات حاضرہ جاننے کی پیاس، کچھ بننے اور کچھ کر گزرنے کا جذبہ بیدار ہونا چاہیے تھا۔ (م-س)

یہ ہے مغربی تہذیب!، ڈاکٹر عبدالغنی فاروق۔ ناشر: ادارہ منشورات اسلامی، بالمقابل منصورہ، ملتان روڈ، لاہور۔ صفحات: ۸۰۔ قیمت: ۱۲ روپے۔

مغربی تہذیب کی چکا چوند نے نگاہوں کو خیرہ اور اس کی ترقی اور ایجادات نے عقل کو محو حیرت کر دیا ہے ـــ مصنف نے دوسرے پہلو یعنی، خاندانی زندگی کی تباہی، جرائم اور بچوں اور عورتوں پر ظلم و ستم کو اعداد و شمار کے ساتھ پیش کیا ہے۔ تبصرہ نگار کے نزدیک اہل مغرب کی اس لحاظ سے تحسین کرنا چاہیے کہ وہ اپنا سب کچا چٹھا لاگ لپیٹ کے بغیر کھول کر سب کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ چنانچہ ہم اپنے معاشروں میں ہونے والے ظلم، ستم اور زیادتیوں سے زیادہ، اہل مغرب کے بارے میں جانتے ہیں (اگر آج بوسنیا کے مظالم مغرب خود نہ بتائے تو مسلم دنیا کے اپنے کون سے ذرائع ہیں؟)۔ ہمارے تحقیق کاروں کو، تحقیقی اداروں اور جامعات کو اپنے معاشروں کے زندہ اور اجتماعی مسائل پر تحقیق کی روایت قائم کرنی چاہیے۔ کیوں نہ کوئی کتاب سامنے آئے: یہ ہے پاکستانی معاشرہ! (لیکن شاید اس میں کچھ زیادہ محنت کرنا پڑے گی) ـــ اگر مصنف اس پر بھی بحث کرتے کہ اس سب کے باوجود مغرب کا طوطی کیوں بول رہا ہے، تو مفید ہوتا۔ (م-س)

سالانہ خریداروں اور ایجنسی ہولڈروں سے گزارش ہے کہ خط و کتابت میں خریداری / ایجنسی نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ (مینیجر)